ٹیلیفون: ۶۴۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ دو روپے

جلد ۶۹/۳۴	۵ شعبان ۱۴۰۰ھ ۲۹ احسان ۱۳۵۹ہش ۲۹ جون ۱۹۸۰ء	نمبر ۱۴۷

ڈاکٹر عبد السلام کو مراکش کے شاہ حسن کا خراجِ تحسین

آپ کی کامیابی سے اسلامی تہذیب و فکر جگمگا اُٹھے ہیں

جو عزت آپ کو ملی ہے وہ بلاشبہ آپ ایسی بلند پایہ ہستیوں کے حصہ میں آسکتی ہے

آپ کی غیر معمولی انسانی صلاحیتوں کے پیشِ نظر آپ کو اکیڈمی کا رکن بنایا جا رہا ہے

مراکش کی قومی اکیڈیمی میں شامل کرنے کیلئے شاہِ مراکش حسن ثانی کا شاہی فرمان:

مملکتِ مراکش کے شہنشاہ شاہِ حسن ثانی نے عالمی شہرت کے حامل پاکستان کے نوبل انعام یافتہ سائنسدان پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ طبیعات اور ریاضی کے میدان میں آپ کی شاندار کامیابیوں سے آپ کے اور آپ کے اسلامی ملک کی شہرت کو چار چاند لگ گئے ہیں اور اسلامی تہذیب و فکر جگمگا اُٹھے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شاہِ مراکش نے یہ شاندار خراجِ تحسین اُس شاہی فرمان میں پیش کیا ہے جو کہ انہوں نے اپنے دستخطوں سے ۱۰ مارچ ۱۹۸۰ء کو جاری کیا ہے، اور جس کی رُو سے پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام کو مملکتِ مراکش کی اکیڈیمی کا ایسوسی ایٹ رُکن بنایا گیا ہے۔ یہ اکیڈیمی ساٹھ ۶۰ اراکین پر مشتمل ہے جس میں سے تیس ۳۰ افراد مراکش کے باشندے اور بقیہ تیس ۳۰ افراد نمایاں شہرت کے حامل غیر ملکی ہوتے ہیں۔ اِس اکیڈیمی کا مقصد ملک میں سائنس اور فن کو ترقی دینے اور اُس کے ذریعے سے انسانیت کے اعلیٰ ترین نظریات کا حصول ہے۔ اِس اکیڈیمی کے سرپرست خود شاہِ موصوف بنفسِ نفیس ہیں

محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کو اِس سلسلہ میں گزشتہ دنوں مراکش بھی بلایا گیا جہاں پر شاہِ مراکش نے ان سے ملاقات کی۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر عبد السلام صاحب کو لیبیا کی یونیورسٹی میں بھی مدعو کیا گیا جہاں پر لیبیا کے صدر معمر القذافی نے ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کی۔

شاہِ مراکش کے اصلی شاہی فرمان کا عکس اور اس کا اردو ترجمہ اندر کے صفحات پر ہدیہ قارئین ہے:

شاہ مراکش حسن ثانی کا شاہی فرمان

(۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلالة ملك المغرب
المملكة المغربية

الحمد لله وحده   والصلاة والسلام على رسول الله

الدكتور أحمد عبد السلام

نظراً للنهضة التي يشهدها المغرب في مختلف الميادين،

ونظراً لموقع المغرب الجغرافي الذي يفرض عليه الاضطلاع بدور بارز يجعله عامل ربطٍ وتآلفٍ بين الأمم والشعوب، والذي كان -عبر التاريخ- جسراً مفتوحاً لنشر وتبليغ الحضارة العربية الإسلامية ولاستقبال وتمثّل ما جادت به الحضارات الأخرى ولاسيما الحضارة الغربية،

ونظراً لما يمكن أن يؤديه المغرب من جلائل الأعمال في سبيل الدفاع عن القيم الروحية، مضيفاً في ذلك جهوده إلى جهود الذين يضعون هذه القيم أساساً لسلوكهم كيفما كانت معتقداتهم وأياً كان شكل ونمط التعبير عنها،

وإيماناً برسالة الفكر وأثره الفعال في بعث حيوية الشعوب واستنهاض هممها، وتثبيت خطواتها على طريق التقدم والرقي،

وحرصاً على أن تُسهم المملكة المغربية مساهمة إيجابية وفاعلة في إذكاء وتوسيع وتعميق البحث والدراسة في المجالات العلمية والأدبية والفنية والثقافية والتربوية والاقتصادية والتقنية والدبلوماسية والسياسية، وذلك بإحداث مؤسسة عليا تواكب الجهود والنشاطات التي تقوم بها سائر أجهزة الدولة في الميادين المذكورة،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وإدراكاً لقيمة التبادل العلمي والفكري بين الرجال الذين يمثلون مختلف اتجاهات الثقافة وميادين التخصص، ولما يمكن أن يفضي إليه هذا التفاعل الخلاق من توثيق عُرى التعارف والتقارب بين شعبنا والشعوب التي تربطنا بها وشائج المودة والتعاون، ويقربنا منها الايمان بالقيم الروحية والفكرية والحضارية المشتركة، وتشاطرنا الرغبة في توطيد السلام وخدمة المثل الانسانية النبيلة والسامية

فقد أحدثنا أكاديمية للمملكة المغربية، ووضعناها تحت رعايتنا السامية، وذلك بموجب ظهير شريف بمثابة قانون صادر بتاريخ 24 شوال عام 1397 (8 اكتوبر سنة 1977)، يُحدد اهداف الأكاديمية، ويؤطر هيكلها واجهزتها ونظام العضوية فيها.

وبما ان الفصل الرابع من الظهير المشار اليه يقر أن الأكاديمية تتالف من ستين عضواً، نصفهم من مواطني المملكة ويحملون صفة أعضاء مقيمين، والنصف الآخر من الشخصيات المنتمية لجنسيات أجنبية ويحملون صفة أعضاء مشاركين،

ونظراً لمكانتكم الرفيعة، ومزاياكم الانسانية والمهنية العالية، ولما تتمتعون به داخل بلادكم وخارجها من كفاية وصيت ذائع، ولاسيما جهودكم المتفردة في حقل الفيزياء والرياضيات، ودأبكم المتواصل على تحقيق سلسلة من الانتصارات العلمية الرائدة، مما جعل مساهمتكم محل تقدير وتنويه عالميين باعتبارها مشاركة مشرفة للفكر الاسلامي وللحضارة الإسلامية ولبلد مسلم في ميدان علمي له تأثيره الكبير على تقدم البشرية جمعاء، الأمر الذي توّج مجهوداتكم العلمية بحصولكم على جائزة نوبل التي لايحظى بها إلا المبرّزون من أمثالكم،

فقد اقترحت علينا اللجنة التاسيسية التي عيناها بمقتضى الفصل الثاني والأربعين من الظهير الملمع اليه، ترشيحكم لعضوية أكاديمية

شاہ مراکش حسن ثانی کا شاہی فرمان (۳)

المملكة المغربية بصفة عضو مشارك .

وتقديرا منا لشخصكم وللأعمال الجليلة التي ما فتئتم تبذلونها -في مجال تخصصكم- لأمتكم وللإنسانية جمعاء ، فقد وافقنا -مبتهجين- على تعيينكم عضواً مشاركاً في أكاديمية المملكة المغربية .

ولنا كامل اليقين وبالغ الثقة في أن إسهامكم القيم في نشاط هذه المؤسسة العليا وجهودها ، سيكون له الاثر الحميد في تحقيق الأهداف التي توخيناها من تأسيسها ، كما ستكون مشاركتكم حافزاً قوياً لتوطيد أواصر الإخاء والتعاون بين بلدكم والمملكة المغربية .

وتقبلوا أصدق عبارات تقديرنا .

حرر بالقصر الملكي بمراكش في يوم الاثنين 22 ربيع الثاني 1400 الموافق ١٥ مارس 1980 .

الحسن الثاني
ملك المغرب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مملکتِ مراکش کی اکیڈیمی "اکادیمیة للمملكة المغربية" کا

ایسوسی ایٹ رکن بنانے کے لئے جاری کئے گئے

شاہِ مراکش کے شاہی فرمان کا اردو ترجمہ:

الحمد للہ وحدہ — والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہؐ

ڈاکٹر احمد عبدالسلام!

ملحوظ رکھتے ہوئے جہد و عمل کے مختلف میدانوں میں مراکش کی حیاتِ نو اور نشاۃ ثانیہ کو ——

ملحوظ رکھتے ہوئے اس امر کو کہ مراکش کو اپنے جغرافیائی محلّ وقوع کی وجہ سے ایک خاص اہمیت حاصل ہے جس نے اسے اقوام و ملل کے لئے باہمی میل جول یا اتصال و ارتباط کی سرزمین بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور جو صدیوں سے ایک ایسے پُل کا کام دے رہی ہے جسے عبور کر کے عرب مسلم تہذیب نے دور دور تک اثر و نفوذ حاصل کیا اور جس نے خود دوسری تہذیبوں اور بالخصوص مغربی تہذیب (کے اچھے پہلوؤں) کو خوش آمدید کہا اور اپنایا ——

ملحوظ رکھتے ہوئے اس امر کو کہ مراکش کی اس مخصوص حیثیت نے اسے اس قابل بنایا ہے کہ وہ ان روحانی اور اخلاقی اقدار کے دفاع کی ذمہ داری قبول کرے جو مختلف عقائد اور اظہارِ خیال کے مختلف طریقوں کی حامل اقوام کے درمیان مشترک ہیں۔

یقین رکھتے ہوئے اس بات پر کہ اپنی فلاحی پیش قدمی کی مساعی کے دوران اقوامِ عالم کی تعمیر و ترقی اور صحیح نشوونما میں ان روحانی اقدار کی اہمیت ظاہر و باہر اور مسلّم ہے۔

خواہش رکھتے ہوئے اس بات کی کہ تعلیم، ادب، تمدن، آرٹ اور اسی طرح سائنس، ٹیکنالوجی، اقتصادیات، حکمتِ عملی اور سیاسیات سے تعلّق رکھنے والے جملہ میدانوں میں مطالعہ و تحقیق کی ارتقائی اور ترقی پذیر مساعی میں مراکش بھی ایک مؤثر کردار ادا کرے ——

احساس کرتے ہوئے اس امر کا کہ مختلف اقوام کے ثقافتی اور سائنسی شعبوں کی سربرآوردہ شخصیات کے مابین تبادلۂ خیالات کو بہت اہمیت حاصل ہے ——

شعور رکھتے ہوئے اس بات کا کہ مراکش کے باشندوں اور ان اقوام و افراد کے درمیان، جن کے ساتھ ہم دوستی اور تعاون کے رشتوں میں منسلک ہیں۔ بہتر مفاہمت اور باہمی قدر شناسی کے لئے تخلیقی اور ثمرآور مساعی کو بروئے کار لانا از بس ضروری ہے ——

اور محسوس کرتے ہوئے اس امر کو کہ بہت سی قومیں ان اقدار پر، جو سب کے درمیان مشترک ہیں، اعتقاد رکھتے ہیں ہماری ہمنوا ہیں اور یہ کہ یہ وہ اقدار ہیں جو عالمگیر تہذیب اور انسانی ذہن کے علوء ارتقاع کا ایک عطیہ ہیں اور انسانیت کے اعلیٰ ترین نظریات کے حصول اور دنیا میں امن کے استحکام کی انتہائی شدید خواہش کی آئینہ دار ہیں ——

—— ہم نے مملکتِ مراکش کی اکیڈیمی اکادیمیة للمملكة المغربية قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ دستوری قانون مجریہ ۲۴؍شوال ۱۳۹۷ ہجری (مطابق ۸؍اکتوبر ۱۹۷۷ء) کی رو سے اس اکیڈیمی کو ہم نے اپنی اعلیٰ سرپرستی میں لیا ہے۔ اس دستوری قانون میں اکیڈیمی کے مقاصد کی وضاحت کے علاوہ اس کی تشکیل اور ڈھانچہ کو واضح کیا گیا ہے اور اس کی رکنیت کے قواعد متعین کئے گئے ہیں۔

دستوری قانون کی دفعہ ۴ میں مذکور ہے کہ اکیڈیمی مجموعی طور پر ساٹھ اراکین پر مشتمل ہوگی۔ ان میں سے تیس اراکین خود مملکتِ مراکش میں رہائش پذیر اس کے اپنے شہری ہوں گے اور تیس اراکین غیر ملکی شہریت رکھنے والے اراکین ہوں گے جن کی حیثیت شریک کار ہم مرتبہ اراکین (ایسوسی ایٹ ممبر) کی ہوگی۔

چنانچہ مدّنظر رکھتے ہوئے آپ کی غیر معمولی انسانی صلاحیتوں کو اور خود اپنے ملک میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں آپ کی جلیل القدر شہرت کو اور ملحوظ رکھتے ہوئے طبیعات اور ریاضی کے شعبوں میں آپ کے بے مثال کام کو جو بلند پایہ سائنسی تحقیق کے میدان میں پے در پے کامیابیوں پر منتج ہوا ہے اور جس سے آپ کی ذات اور آپ کے اسلامی ملک کی شہرت کو چار چاند لگ گئے ہیں اور جن سے اسلامی تہذیب و فکر جگمگا اٹھے ہیں —— اور مدّنظر رکھتے ہوئے سائنسی ترقی اور نتیجۃً انسانیت کے علوء ارتفاع کے ضمن میں آپ کے کارناموں کو جن کی گراں قدر افادیت کا نوبل انعام کی شکل میں عالمی سطح پر اعتراف کیا گیا ہے اور ایک ایسی عزت آپ کو ملی ہے جو بلا شبہ آپ ایسی بلند پایہ ہستیوں ہی کے حصہ میں آسکتی ہے۔

—— الغرض آپ کی ان جملہ صلاحیتوں اور کارناموں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہمارے مقرر کردہ کمیشن نے دستوری قانون کی دفعہ ۴۲ کی رو سے آپ کے نام نامی کو مملکتِ مراکش کی اکیڈیمی میں ایک شریک کار ہم مرتبہ رکن (ایسوسی ایٹ ممبر) کی حیثیت سے شامل کرنے کی غرض سے ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔

لہٰذا ہم آپ کی نمایاں طور پر ممتاز شخصیت اور اپنے ملک اور عالمِ انسانیت کے لئے آپ کے گرانقدر کام کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کمال درجہ مسرت کے ساتھ مملکتِ مراکش کی اکیڈیمی میں آپ کی نامزدگی کی منظوری دیتے ہیں۔

آخر میں ہمیں یقینِ کامل ہے کہ اکیڈیمی میں آپ کی شمولیت آپ کے اپنے ملک اور مملکتِ مراکش کے درمیان دوستی اور تعاون کے رشتوں کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے میں ایک طاقتور محرک ثابت ہوگی۔

مراکش کے شاہی محل سے جاری کیا گیا

۲۲؍ربیع الثانی ۱۴۰۰ ہجری بمطابق ۱۰؍مارچ ۱۹۸۰ء

(دستخط)

حسن ثانی شاہِ مراکش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر سلام کہتے ہیں

"خدا کے واسطے جاگو!"

از غنی جعفر۔ ماہنامہ "ہیرلڈ" کراچی۔ جنوری ۱۹۸۰ء

ایک ایسا شخص جو نہ صرف دوسروں سے خود پرمزاح باتیں کرتا ہے بلکہ ان کے مزاح کو بشاشت سے قبول بھی کرتا ہے، جو اپنے تیسری جماعت کے اساتذہ کو گھر کے دروازے کے باہر تک جاکر الوداع کہنے پر اصرار کرتا ہے۔ اس قسم کے شخص کے ساتھ اگر کبھی آپکو سفر کرنے کا اتفاق ہو تو آپ کو یہ احساس بھی نہ ہوگا کہ یہ شخص ایک بین الاقوامی شخصیت ہے۔

پروفیسر سلام کی شخصیت سے بڑھ کر اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہوگا کہ حقیقی علم انسان میں انکساری پیدا کرتا ہے۔ پروفیسر عبدالسلام کے ساتھ گزارے جانے والے نوّے منٹوں میں مجھے جو چیز سب سے زیادہ محسوس ہوئی وہ ان کی بے حجاب فراخ دل طبیعت تھی اور یہ کہ ان کی ذات میں کسی قسم کے غرور یا احساس برتری کا شائبہ تک نہ تھا حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ پہلے پاکستانی ہیں جنہوں نے نوبل انعام حاصل کیا ہے۔ فزکس میں ۱۹۷۹ء کا انعام (دو امریکن سائنسدانوں کے ہمراہ)

ان کی زندگی کے وہ تمام اہم واقعات جنہوں نے ان کو اس کامیابی کی منزل تک پہنچایا۔ ان کے خیال میں (عمومی محاورہ کی رو سے) "اتفاقاً" ظہور میں آئے"

اس کے باوجود پروفیسر سلام اس بات پر سخت برہم ہیں کہ ملک میں ذہین افراد کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کے لئے کوئی مربوط پالیسی نہیں بنائی جاتی۔

جن اتفاقات کا ذکر انہوں نے کیا ہے ان کی ابتدا اس وقت سے ہوتی ہے جبکہ انہوں نے ابھی پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی تھی۔

"یہ ۱۹۴۶ء کی بات ہے جنگ اگرچہ ختم ہوچکی تھی مگر ابھی تک کچھ بھی باضابطہ طور پر طے نہ ہوا تھا۔ تحریک آزادی عروج پر تھی ..... یہ دن مکمل بے اطمینانی کے تھے۔" انہوں نے ان دنوں کو یاد کرتے ہوئے کہا۔ "اس وقت سول سروسز کے عہدے سب سے بالا عہدے شمار ہوتے تھے۔ اپنے تعلیمی ریکارڈ کے پیش نظر میں بھی اسی میں جا شامل ہوتا۔ لیکن ایک غیر معمولی صورت حال نے ایسا نہ ہونے دیا۔ یوں کہئے کہ جنگ نے مجھے بیورو کریٹ بننے سے بچالیا"۔

ان کے والدین دوستوں اور اساتذہ کے نزدیک یہ بات طے شدہ تھی کہ وہ انڈین سول سروس میں کوئی نہ کوئی باعزت مقام حاصل کرلیں گے۔ تاہم ایسا نہ ہوسکا۔ کیونکہ جنگ کی وجہ سے سول سروس میں داخلہ کے لئے ہونے والا مقابلے کا امتحان اس سال منعقد نہ ہوسکا۔

دوسرا اتفاق بھی جنگ کی وجہ سے ہوا یا یوں کہ جنگ ختم ہونے کی وجہ سے ہوا۔ پنجاب کی صوبائی حکومت نے جنگی کوششوں کے سلسلہ میں ایک فنڈ قائم کیا تھا۔ جنگ ختم ہونے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس فنڈ کی باقی ماندہ رقم جو ابھی استعمال نہیں ہوئی اس کو چھوٹے زمینداروں کے بچوں کو سکالرشپ دینے میں استعمال کیا جائے جس سے وہ بیرون ملک جاکر اعلیٰ تعلیم حاصل کرسکیں۔

عبدالسلام کا نام اس وقت کے یونیورسٹی کے وائس چانسلر میاں افضل حسین کے لئے اجنبی نہ تھا جو کہ سکالرشپ کمیٹی کے بھی صدر تھے۔ وائس چانسلر نے سلام کو سکالرشپ پیش کیا انہوں نے فوراً ہی اسے قبول کرلیا۔ اور ۳ ستمبر ۱۹۴۶ء کو انہیں کیمبرج یونیورسٹی سے ایک تار موصول ہوئی۔

"ایک غیر متوقع جگہ خالی ہے
تین ماہ کے اندر اندر پہنچ
جاؤ"

پروفیسر سلام کو اب بھی اپنا وہ سفر اچھی طرح یاد ہے جو کہ انہوں نے فرینکونیا FRANCONIA نامی جہاز میں کیا جس میں ان کے ہمراہ اٹلی کے ۵۰۰ جنگی قیدی اور کچھ برطانوی کنبے تھے۔

ان کے کیبن میں ان کے ہمراہ ایک سعودی عرب کا باشندہ تھا جو کہ آجکل اپنے ملک کے ریزرو بنک کا سربراہ ہے پروفیسر موصوف نے حال ہی میں مبارکباد کے جو خطوط وصول کئے ہیں، ان میں سے ایک ان کے ۳۳ سالہ پرانے سفر کے ایک ساتھی کا ہے۔ جس میں اس بینکار نے اپنے اس اعزاز کا ذکر کیا تھا کہ اس وقت اس کو مستقبل کے ایک نوبل انعام یافتہ شخص کے ساتھ سفر کرنے کا موقعہ ملا تھا۔

چار ہفتوں کے بعد انہوں نے سینٹ جانز کالج کیمبرج میں داخلہ لے لیا اور داخلہ لینے کے بعد یہ بھی ہوا کہ عبدالسلام وہ واحد طالب علم تھے جن کو چھوٹے کاشتکاروں کے بچوں کا سکالرشپ ملا۔ اگرچہ بعد میں اس قسم کے اور متعدد سکالرشپ جاری ہوئے مگر وہ بعد کے سالوں کی بات ہے اور قبل اس کے کہ کوئی اور طالب علم اس سکالرشپ پر بیرون ملک جاتا، برصغیر کی تقسیم ہوگئی۔ اور سکالرشپ غائب ہوگئے۔

اس "سلسلہ اتفاقات" کا اس ملک کے لئے سب سے افسوسناک واقعہ بعد میں پیش آتا ہے جبکہ پروفیسر عبدالسلام واپس پاکستان آچکے تھے اور گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھا رہے تھے اور ۱۹۵۲ء میں انہوں نے یہ کوشش کی کہ پاکستان میں ایک سکول آف ریسرچ قائم کیا جائے وہ صاف صاف کہتے ہیں کہ انکو قطعی طور پر یہ کہا گیا کہ یہ ناممکن ہے۔ "مجھے یا تو فزکس چھوڑنی تھی یا اپنا ملک اور انہوں نے موخرالذکر کو چھوڑ دیا۔

میں نے پروفیسر سلام سے کہا کہ وہ ایک بات کی وضاحت کریں۔ جو میرے نزدیک تو تضاد معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ کہ جب شروع شروع میں ان کے نوبل پرائز حاصل کرنے کی خبریں آئیں تو پروفیسر سلام سے یہ بات منسوب کی گئی کہ انہوں نے نوبل انعام میں سے اپنے حصہ کی رقم (۶۰ ہزار ڈالر) اپنے آبائی گھر جھنگ میں تعلیم کی ترقی کے لئے وقف کردی ہے۔ جبکہ بعد میں ۱۷ اکتوبر کو یونیسکو کے ایگزیکٹو بورڈ کے اجلاس سے ان کے خطاب کے سلسلہ میں (جس میں انہیں آئن سٹائن گولڈ میڈل دیا گیا) ان سے یہ بات منسوب کی گئی کہ انہوں نے یہی رقم مجوزہ بین الاقوامی ٹیلنٹ فنڈ میں دے دی ہے۔ ان دونوں میں سے کونسی بات درست ہے؟

پروفیسر سلام مسکرائے اور بے ساختہ انداز میں بولے
"اس میں کوئی تضاد نہیں۔ یہ رقم آخر جھنگ پر ہی خرچ ہوگی"۔

انہوں نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ یونیسکو بورڈ کی میٹنگ میں میرا یہ اقدام اس لئے تھا تاکہ اس فنڈ کے قیام کے لئے عطیات حاصل کرنے کی راہ ہموار کی جاسکے۔

انہوں نے میری اس پیشکش کا شکریہ ادا کیا مگر رقم لینے سے انکار کردیا۔ یہ میری ایک کوشش کا حصہ تھا کہ تمام تیسری دنیا کے لئے ایک بلین ڈالر (دس ارب ڈالر ایک کھرب روپے) کی مالیت کا ایک فنڈ قائم کیا جائے۔ انہوں نے بتایا کہ نظری طبیعات کے بین الاقوامی مرکز میرامیئر MIRAMARE ٹریسٹے (اٹلی) کو اس سے پہلے ان کی اسی قسم کی ایک پیشکش کا بڑا فائدہ پہنچا تھا۔ اور اس مقصد کے لئے ایک ملین ڈالر (ایک ارب ڈالر) کا فنڈ قائم ہوگیا تھا۔

پاکستان کے لئے پروفیسر موصوف کی یہ خواہش ہے کہ ایک کروڑ روپے کا لوکل ٹیلنٹ فنڈ قائم کیا جائے۔ انہوں نے ایوب خان مرحوم کے دنوں کو یاد کیا جبکہ انہوں نے پاکستان میں نظری طبیعات کا ایک مرکز قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔ پروفیسر سلام یہ تجویز لے کر ایوب خان کے پاس گئے۔ صدر نے یہ تجویز سننے کے بعد اس وقت کے وزیر خزانہ شعیب صاحب کو فون کیا۔ انہوں نے کہا کہ جب ایوب خان نے ریسیور رکھا تو وہ ہنس رہے تھے۔ اور بولے

"شعیب کہتا ہے کہ پروفیسر ایک
ہوٹل بنانا چاہتا ہے"۔

تو یہ تھی وہ بات۔ اقوام متحدہ پہلے ہی اس پر راضی ہوچکی تھی کہ وہ مجوزہ مرکز کی مالی امداد کرے۔ لیکن پروفیسر سلام پاکستانی حکومت کو اس کا قائل نہ کرسکے۔

انہوں نے ملک چھوڑ دیا اور ۱۹۶۴ء میں ٹریسٹے کے مقام پر نظری طبیعات کا بین الاقوامی مرکز قائم کرکے انہوں نے اپنے خواب کو پورا کرکے دکھایا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ "ہوٹل" بین الاقوامی اٹامک انرجی ایجنسی (IAEA) نے حکومت اٹلی کی مالی امداد سے قائم کیا۔ عمارت ٹریسٹے شہر نے عطیہ کے طور پر دی۔ اور یہ مرکز پروفیسر سلام کی سالہا سال پر پھیلی ہوئی ریسرچ میں بڑا کارآمد اور معاون ثابت ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ جب ان کے نظریات تجرباتی طور پر بھی صحیح ثابت ہوگئے۔ تو آخر کار انہوں نے انعام حاصل کرلیا۔

"ہمارے تعلیمی اداروں کو قومی ملکیت میں لینا ایک افسوسناک قدم تھا۔ تمام دنیا میں آپ دیکھیں گے کہ سکولوں کو مقامی ادارے چلاتے ہیں۔" انہوں نے کہا کہ میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ ان اداروں کے سٹاف کی سہولتوں میں کوئی کمی ہو۔ ان کی تنخواہیں اور دیگر مراعات اسی طرح ہونی چاہئیں جس طرح سرکاری تحویل میں لئے گئے ادارہ کی ہوتی ہیں۔ "لیکن یہ ایک غلطی ہے کہ مقامی اداروں کو اپنے اداروں کے انتظامات میں حصہ لینے کے اعزاز سے محروم کردیا جائے۔"

ٹریسٹے کے سنٹر کا حوالہ دیتے ہوئے پروفیسر موصوف نے کہا کہ لگ بھگ ۲۰ نوبل انعام یافتہ سائنسدانوں نے ہر سال اس ادارے کا دورہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ جس چیز کو پاکستان میں "ہوٹل" کہہ کر رد کردیا گیا تھا وہ جگہ آج دنیا بھر ماہرین طبیعات کے لئے ایک مرکزی نقطہ کے طور پر ابھر چکی ہے۔

ترقی یافتہ ممالک سے ترقی پذیر ممالک کو ٹکنالوجی کی منتقلی کے مسئلے پر بات ہوئی تو پروفیسر سلام نے بڑی سختی سے اس نظریے کے پیچھے کارفرما اصول کی مخالفت کی۔ "اس طرح آپ کیسے انہیں کہہ سکتے کہ وہ اپنی ٹکنالوجی آپ کو منتقل کردیں۔ آپ کو اس بات کا حق کس طرح پہنچتا ہے کہ آپ ایسا مطالبہ کریں؟ اگر میں ایک ہسپتال جاتا ہوں وہاں کی دوائیوں سے میرا علاج ہوتا ہے۔ ان کے انجکشنوں سے میں موت کے منہ سے بچ جاتا ہوں۔ کیا آپکی ساری تیسری دنیا نے ان میں سے ایک بھی انجکشن ایجاد کیا ہے۔ میں تو شائد ان کے پاس جاسکتا ہوں کہ اپنے تحقیقی کام میں ان کی اعانت حاصل کروں۔ مگر آپ کے ڈاکٹروں نے آپ کے انجینئروں نے کیا کیا ہے؟"

اتنی ہی سختی کے ساتھ انہوں نے اس الزام کو رد کیا کہ تیسری دنیا کے ممالک سے خام مال لے کر ان کا استحصال کیا گیا ہے۔ "انہوں نے کوئی استحصال نہیں کیا۔ اگر آج آپ اپنے ہر قسم کے خام مال کی برآمد پر مکمل پابندی بھی عائد کردیں۔ پھر بھی ان کا کام بند نہیں ہوگا وہ اس کے متبادل تلاش کرلیں گے۔ ان کے پاس مطلوبہ ٹکنالوجی موجود ہے۔ خدا کے لئے جاگو کوئی اچھی بری چیز خود بھی بناؤ۔ آپ یہ چیزیں ہمیشہ دوسروں سے بھیک میں مانگنے کی بجائے خود کیوں نہیں بنا لیتے۔"

انہوں نے جاپانیوں کے ان تجربات کا حوالہ دیا جن میں انہوں نے اس وقت چوٹی کی پوزیشنیں حاصل کرلی تھیں جبکہ جدید ٹکنالوجی گھٹنوں کے بل چل رہی تھی۔ "اب ان کے ہاں ٹکنالوجی کی بنیادیں مستحکم ہوچکی ہیں ریسرچ پر ان کے اخراجات بڑے زبردست ہیں اور اس کے نتائج آپ کے سامنے ہیں۔"

پاکستان میں موجودہ ریسرچ کی سہولتوں کے بارے میں جب ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے اس سلسلہ میں اختیار کی گئی پالیسی پر زبردست تنقید کی۔ "آخر آپ کو مصیبت کیا آپڑی ہے۔ کہ یہ سب ادارے قائم کرتے پھر رہے ہیں۔ جبکہ آپ نے ان کی ریسرچ سے حاصل شدہ نتائج کو استعمال ہی نہیں کرنا ہے۔ پی سی ایس آئی آر (لیبارٹری) نے ایک پیٹکولین PETCOLEN کے نام سے تیار کی۔ مگر کیا ہوا؟ اسے کوئی نہیں خریدتا۔ کیونکہ دلفریب نعروں اور چمکدار ناموں والی غیر ملکی درآمدات کے میدان میں یہ مقابلہ نہیں کرسکتی۔ آپ اس قسم کی حوصلہ افزائی کے لئے اس کی متبادل اشیاء کی درآمد پر کیوں پابندی عائد نہیں کرتے۔ آخر ان مصنوعات کی تیاری پر آپ سالانہ ڈھائی تین کروڑ روپیہ خرچ کرتے ہیں آخر کس لئے؟"

جب میں نے اسی قسم کی اشیاء کی کوالٹی اور معیار کے بارے میں اپنے شکوک کا اظہار کیا تو پروفیسر سلام بولے "جہنم میں گئی کوالٹی جناب والا! جب لوگ اپنے ملک میں پیداوار بڑھانا چاہتے ہیں تو وہ اس کی پرواہ نہیں کیا کرتے۔ روس کی طرف دیکھیں کل میں اس کے بنائے ہوئے ہیلی کاپٹروں میں سے ایک میں پرواز کر رہا تھا اس کی ایک بھی کھڑکی ٹھیک طرح سے بند نہیں ہو رہی تھی۔ مگر کچھ بھی ہو وہ درآمد نہیں کریں گے۔ وہ کوالٹی کی فکر میں دبلے نہیں ہوتے۔ کیونکہ یہی ایک ذریعہ ہے، واحد ذریعہ، جس سے ہم اپنے وسائل کو ترقی دے سکتے ہیں۔

انہوں نے پاکستان میں سکول آف ریسرچ قائم کرنے کی کوشش کی تو انکو صاف بتایا گیا کہ یہ "ناممکن ہے"!

قومی مقاصد کے حصول کے لئے اپنی طرف سے طے کردہ ترجیحات کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر سلام نے تعلیمی کورسوں میں طلباء کی حقیقت پسندانہ تقسیم کو سرفہرست رکھا انہوں نے کہا کہ طلباء کی ۶۰ فیصد تعداد کو سائنس اور ٹکنالوجی کی تعلیم دی جائے۔ جبکہ باقی ۴۰ فیصد باقی کورسز کی طرف جائیں۔

دوسرا انتہائی اہم میدان انہوں نے زراعت کو قرار دیا۔

"ہم اپنی روٹی تک کے لئے امریکہ کے محتاج ہیں۔ اگر کل وہ ہم کو گندم دینا بند کردیں تو ہم ان کا کیا کرلیں گے۔

"میں جو دیکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ سائنسدانوں اور ٹکنالوجی کے ماہروں کو سزائیں دی جائیں۔ اس وقت جبکہ وہ ایک طے شدہ معیار حاصل کرنے میں ناکام رہیں سالہاسال سے ہم سن رہے ہیں کہ ہمارا ملک عنقریب خوراک کے معاملے میں خود کفیل ہونیوالا ہے۔ لیکن انہوں نے اس کے لئے کیا کیا ہے؟"

اس کے بعد اہم بات ملک کے قدرتی وسائل سے فائدہ اٹھانا ہے جس میں معدنیات۔ تیل اور دیگر توانائی کے ذرائع شامل ہیں لیکن پروفیسر موصوف نے کہا کہ وہ موخرالذکر کے بارے میں پیش آنے والی مشکلات کے متعلق کچھ نہیں کہیں گے۔

اس کے بعد گفتگو کا رخ فزکس میں ان کی تحقیقات کی طرف مڑ گیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ سائنسی علوم کا تعلق کسی دور کے شعور سے بڑا گہرا ہوتا ہے۔ ڈاکٹر سلام نے کہا کہ جس طرح سے آج ہم ماضی کے نظریات پر ہنستے ہیں۔ اسی طرح سے عین ممکن ہے کہ کل کو ہمارے نظریات بھی ہنسی کا نشانہ بن جائیں۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ اب تک کمزوری جوہری طاقت اور برقی مقناطیسی قوت کو مکمل طور پر دو علیحدہ علیحدہ قوتیں سمجھا جاتا تھا جو کہ کسی طرح بھی متحد نہیں کی جاسکتی تھیں۔ اس لئے یہ خیال کیا گیا تھا کہ کائنات میں چار قوتیں مصروف کار ہیں تازہ ریسرچ نے یہ خیال غلط ثابت ہوگیا ہے۔ جس نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ دو قوتیں متحد کی جاسکتی ہیں۔ اپنے مستقبل کے سائنسی ادارے کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ اب میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ طاقتور جوہری قوت کو بھی اس سے متحد کیا جائے اور آخرکار کشش ثقل کی قوت کو بھی اسی اتحاد کے دائرے میں لایا جائے۔ اس سے کائنات کی قوتوں کا کاملاً متحد ہوکر ایک وحدت میں ڈھلنا ثابت کیا جاسکے گا۔

پروفیسر عبد السلام کی شخصیت سے بڑھ کر اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ حقیقی علم انکساری پیدا کرتا ہے۔

اس سلسلے میں وہ اب جو کام کر رہے ہیں۔ اس کے بارے میں انہوں نے بعض بڑی دلچسپ باتیں بتائیں۔ اس میں صرف ایک حرکت کے مشاہدے کے لئے دس ہزار ٹن پانی کو مسلسل زیر مشاہدہ رکھا جائے گا۔ جو کہ سطح زمین میں ایک میل نیچے گہرائی میں ہوگا۔ اور اس مقصد کے لئے تاریکی میں ممکن ہے کہ سالہا سال انتظار کرنا پڑے۔ اس پراجیکٹ پر وہ ایک بھارتی سائنسدان جوگیش چندرا پتی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ جو کہ میری لینڈ امریکہ میں پروفیسر ہیں۔ ان کے دیگر ساتھی ان کے ساتھ اس سال نوبل انعام حاصل کرنے والے دو سائنسدان ہیں۔

ہم اپنی روٹی تک کے لئے امریکہ کے محتاج ہیں

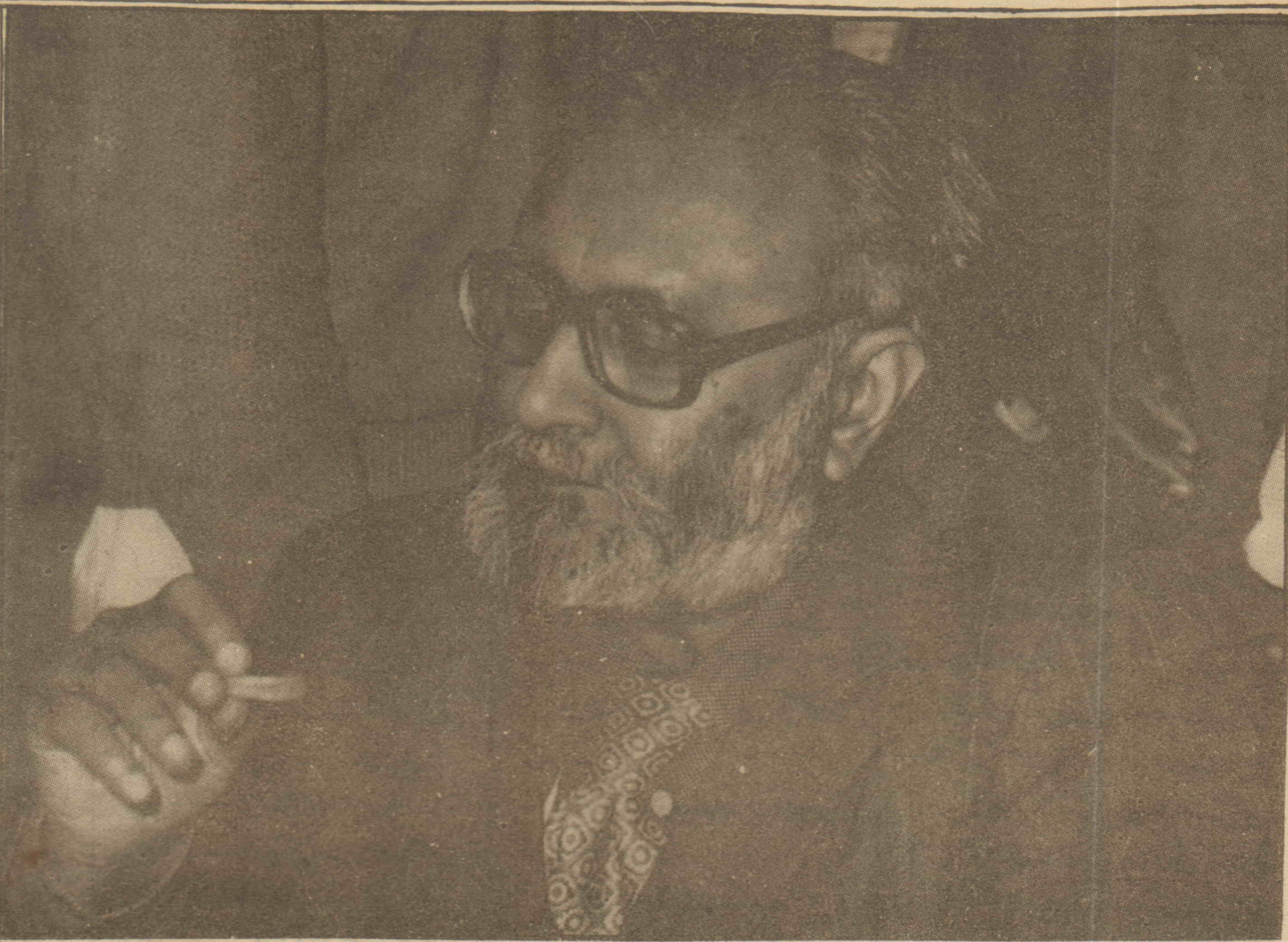

قصہ اس شخص کا
جو ایک داستان
بن چکا ہے:

چند باتیں

ڈاکٹر عبدالسلام

بس پوری رفتار سے اڑی جا رہی تھی۔ منزل ربوہ آ رہا تھا ——

راستے میں کسی گاؤں سے دو دیہاتی بس میں سوار ہوئے اور آپس میں دیہاتیوں کے سے لب و لہجہ میں اونچی اونچی آواز میں گفتگو کرنے لگے۔ میری اُلجھی ہوئی سوچوں کا دامن دونوں دیہاتیوں کی گفتگو نے تھام لیا اور میں اپنی سوچوں کے سمندر سے اُبھر کر دونوں کی گفتگو سننے لگا۔ دونوں کا لہجہ خالص دیہاتی تھا۔ ایک جو کہ خود کو زیادہ سمجھدار ثابت کر رہا تھا دوسرے سے کہہ رہا تھا۔

"وہ —— ڈاکٹر عبدالسلام کے بارے میں بھی سنا ہے تم نے؟"

"وہ کیا بات ہے؟"

"اس نے بڑا وڈا لاکھوں روپے کا انعام لیا ہے۔"

"اچھا! وہ بھلا کس بات پر؟"

"انگریزوں نے ولایت میں اسے بڑا انعام دیا ہے یہاں ہمارے ضلع جھنگ کا رہنے والا ہے۔"

"اچھا اپنا گرائیں ہے (خوشی و مسرت سے) واہ کیا بات ہے اس شیر کی —— اس نے کام کیا کیا ہے۔"

"وہ سائنس کا ماہر ہے اس نے بہت بڑی چیز دریافت کی ہے"

اس دریافت کی وضاحت میں اس نے اپنی طرف سے اس نے زمین آسمان کے قلابے ملا ڈالے اور افسانوی انداز میں ایسی ایسی باتیں گھڑیں کہ میں محظوظ ہوئے بغیر نہ رہا۔

میری سب سے بڑی خواہش ہے
کہ میں سائنس کے میدان میں
عالم اسلام کی عظیم ترین
خدمت سرانجام دے سکوں!

"اچھا! پھر تو بڑا کام کیا اس نے۔ یہ کوئی بڑا افسر ہے؟"

"نہیں بھائی افسر نہیں ہے۔ سائنس کے محکمے کا بہت بڑا آدمی ہے۔ لاکھوں روپے کمائے ہیں اس نے انعام لے کر......"

ابھی ان دونوں کی گفتگو جاری تھی کہ بس ایک چھوٹے سے قصبے میں رکی اور دونوں دیہاتی اپنی دھوتی اور پٹکے سنبھالتے ہوئے بس سے نیچے اتر گئے ورنہ ان کی دلچسپ اور "عالمانہ" گفتگو ابھی اور مزا دیتی۔

تب مجھے احساس ہوا کہ پاکستان کا پہلا نوبل انعام یافتہ سائنسدان صرف پڑھے لکھے طبقے کا ہی آئیڈیل نہیں بن چکا بلکہ ہر جاہل اور غریب شخص کا بھی ہیرو بن چکا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام ایک افسانہ بن چکا ہے۔ اس کی داستانیں سائنسی کی موٹی موٹی کتابوں اور سائنسی جرنلوں سے نکل کر پاکستان کے عام دیہاتیوں کے سینے میں محفوظ ہو گئی ہیں جو اس کے انعام کو فخر سے بیان کرتے ہیں اور اس کی سائنسی دریافت کو سمجھ نہ سکنے کی وجہ سے از خود اس سے کہانیاں منسوب کر رہے ہیں تا کہ اپنے ہیرو کو عظمت کے اونچے سے اونچے مینار پر بٹھا سکیں۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جبکہ ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل انعام ملنے کی خبر تازہ تازہ ملک میں مشہور ہوئی تھی۔ اس دن سے ہی اشتیاق تھا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف پاکستان تشریف لائیں تو ان سے ملاقات کی جائے یہ یقین تھا کہ جب بھی وہ پاکستان آئے تو سب سے پہلے ربوہ آئیں گے۔ کیونکہ ربوہ کا شہر ان کا روحانی مرکز ہے۔ اور ان کے بزرگ والد حضرت چوہدری محمد حسین صاحبؓ کی تربیت ان کے رگ و ریشہ میں اس طرح پیوست ہو چکی ہے کہ وہ اعلیٰ ترین مرتبے پر پہنچ کر مرکز کو فراموش کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ دنیا بھر کے سربراہان مملکت سے فخر و ناز سے گردن اونچی کر کے ملنے والا ڈاکٹر عبدالسلام جب ربوہ کی مختصر سی بستی میں آ کر امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے تو اس کا سر جھکتے جھکتے اس کے سینے سے جا لگتا ہے اور وہ عاجزی اور

وہ پڑھے لکھے اور جاہل
سب کا مشترکہ
ہیرو ہے:

انکساری کا ایک ایسا مجسمہ نظر آتا ہے کہ اس وقت اس کو دیکھ کر کسی کو یہ گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ وہی شخص ہے جس کو آتے دیکھ کر دنیا کے چوٹی کے ماہرین تعلیم اور عظیم ترین سائنسدان اپنی نشستوں کو چھوڑ کر تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ دسمبر ۱۹۷۹ء کے پہلے ہفتہ میں پتہ چلا کہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام پاکستان تشریف لا رہے ہیں۔

آخر خدا خدا کر کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور دسمبر کے پہلے ہفتہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف پاکستان آئے اور کراچی اور پھر ملتان میں مختصر سے قیام کے بعد سیدھے ربوہ آئے جہاں ان کا شایان شان استقبال کیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کا قیام یہاں پر بہت مختصر تھا ان کے قریبی عزیز مکرم صلاح الدین صاحب ایوبی باوجود کوشش کے ان سے ہماری ملاقات کا انتظام نہ کروا سکے تاہم ایوبی صاحب نے یہ ضرور کرم کیا کہ ڈاکٹر صاحب سے یہ وعدہ لے لیا کہ جب وہ جلسہ سالانہ پر تشریف لائیں گے تو الفضل کے نمائندہ کو خصوصی طور پر وقت دیں گے۔ ایوبی صاحب نے بھی ہم کو یہ یقین دہانی کروا دی اور ہم صبر کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کی دوبارہ آمد کا انتظار کرنے لگے۔

۲۴ دسمبر کو ڈاکٹر صاحب ربوہ تشریف لے آئے ۲۵ دسمبر کو دن کے وقت ایوبی صاحب نے دفتر میں یہ پیغام پہنچایا کہ آج شام مغرب کے بعد صدر انجمن احمدیہ کے گیسٹ ہاؤس میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

...سلام ... سے

انٹرویو

یوسف سہیل شوق ربوہ

پہنچ جاؤ اور ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کر لو۔ میں شام کو مغرب کے قریب دفتر پہنچا تو مجھے یہ پیغام ملا۔ مغرب تنگ ہو رہی تھی میں نے موقعہ غنیمت جانا۔ مگر واۓ۔ کہ سائیکل پنکچر نکلی مجھے یہ خوف تھا کہ ایک دفعہ آج کی شام ڈاکٹر صاحب موصوف کہیں نکل گئے تو پھر جلسہ کے دنوں میں مصروفیت اتنی ہو گی کہ دوبارہ ملاقات ممکن نہیں ہو گی اور جلسہ کے فوراً بعد ڈاکٹر صاحب کو واپس جانا تھا۔ یہ موقع بڑا نازک تھا قسمت اتنی خراب بھی نہ تھی۔ ایک کار والے صاحب مل گئے جنہوں نے مجھے فوراً صدر انجمن احمدیہ کے گیسٹ ہاؤس لیجانے کی حامی بھری میں نے دل ہی دل میں ان کو سینکڑوں دعائیں دے ڈالیں اور پلک جھپکنے میں گیسٹ ہاؤس پہنچ گیا۔ وہاں پر ڈاکٹر نصیر خان صاحب ملے۔ جنہوں نے کہا کہ انتظار کریں۔ ڈاکٹر صاحب آیا ہی چاہتے ہیں چنانچہ میں نے وہیں پر انتظار شروع کر دیا مگر یہ انتظار خاصا طویل ثابت ہوا حتیٰ کہ سردیوں کی رات کے نو بج گئے۔ ڈاکٹر نصیر خان صاحب نے مجھے مشورہ دیا کہ اب میں چلا جاؤں اور صبح نماز فجر کے فوراً بعد آ کر ڈاکٹر صاحب سے ملوں۔ میں ناامید ہو کر جانے ہی والا تھا کہ گیسٹ ہاؤس کے فون کی گھنٹی بجی۔ گیسٹ ہاؤس کے ملازم نے ٹیلی فون اٹھایا۔ اس کی گفتگو سے میں نے اندازہ لگایا کہ دوسری طرف الیوبی صاحب بول رہے ہیں۔ میں لپک کر فون کے پاس پہنچا اور ملازم کی گفتگو ختم ہوتے ہی ریسیور ہاتھ میں لے لیا۔ الیوبی صاحب سے بات ہوئی تو انھوں نے کہا کہ یہاں سے ہرگز نہ ہلنا ڈاکٹر صاحب یہاں آنے والے ہیں اور ان سے پہلے میں گیسٹ ہاؤس پہنچ رہا ہوں۔ چند منٹوں میں الیوبی صاحب آ گئے اور پھر دوبارہ انتظار شروع ہو گیا۔ اب میں جم کر بیٹھ گیا تھا دل میں تہیہ کر لیا کہ آج ملے بغیر نہ جاؤں گا آخر ڈاکٹر صاحب آئے اور اپنے کمرے میں چلے گئے۔ کمرۂ انتظار میں ایک اور صاحب موجود تھے وہ پیچھے پیچھے کمرے میں داخل ہو گئے میں نے جانا چاہا تو الیوبی صاحب آڑے آ گئے اور مجھے پھر صبر کرنے کو کہا۔ اب میں بالکل کمرے کے دروازے کے ساتھ چپک کر کھڑا ہو گیا۔ الیوبی صاحب میرا اضطراب بھانپ گئے کہنے لگے کہ ابھی یہ صاحب نکلیں گے تو میں بات کروں گا پھر تم کو بلا لیں گے۔ چنانچہ خدا خدا کر کے رات دس بجے کے بعد جب وہ صاحب نکلے تو الیوبی صاحب ڈاکٹر صاحب کے پاس گئے اور بتایا کہ الفضل کا نمائندہ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے الفضل کا نام سنتے ہی فوراً مجھے بلا لیا اور مصافحہ کرنے کے بعد اپنے پلنگ کی پائنتی پر بیٹھ گئے اور بولے:

"پوچھیے آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟"

"نوبل انعام یافتہ بین الاقوامی شہرت کے حامل سائنس کی دنیا میں منفرد مقام رکھنے والے شخص کی یہ سادگی اور بے تکلفی دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔ کاغذ قلم سنبھالا اور سوال کیا:-

"نوبل انعام ملنے کی اطلاع آپ کو کب کیسے اور کہاں ملی؟"

ڈاکٹر صاحب پلنگ کی پائنتی سے اٹھ کر میرے سامنے بچھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئے ٹائی کی ناٹ پہلے ہی ڈھیلی کر رکھی تھی۔ بولے۔

"میں اس وقت لندن میں اپنے گھر میں تھا۔ ۱۰ اکتوبر کی صبح دن کے بارہ بجے کے قریب ٹیلیفون پر مجھے اطلاع ملی۔ میں اسی وقت سیدھا مسجد چلا گیا اور وہاں جا کر شکرانے کے نوافل ادا کئے۔"

"ڈاکٹر صاحب یہ بتائیے کہ نوبل انعام کے بارے میں سب سے پہلے آپ کے دل میں کب خیال آیا کہ یہ عظیم انعام آپ کو بھی مل سکتا ہے؟"

ڈاکٹر صاحب نے بہت مدھم آواز میں جواب دینا شروع کیا۔

"۱۹۵۷ء میں سب سے پہلے مجھے یہ خیال آیا۔ اس وقت سائنس کے ایک شعبے میں دو چینی سائنسدانوں نے ایک کام کیا۔ میں نے بھی اسی قسم کا کام کیا تھا۔ میرے کام میں تھوڑا سا فرق تھا۔ ان لوگوں کے نام کے ایک حصے کو بڑھانے میں میرا بھی ہاتھ تھا۔ میرا خیال ہے کہ ممکن ہے کہ اس وقت پہلی دفعہ مجھے یہ خیال آیا ہو گا۔ اس کے علاوہ ۱۹۵۷ء میں ہی لندن ٹائمز نے نوبل انعام ملنے سے پہلے جو اطلاع دی تھی اس میں یہ ذکر کیا گیا تھا کہ میرا نام بھی نوبل انعام دیئے جانے کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔"

میں نے پوچھا

سائنس بہت حقیر ہے
ذاتِ باری کو سائنس کا
محتاج قرار نہیں دیا جا سکتا

"ڈاکٹر صاحب طالب علمی کے دور میں کبھی آپ کو یہ خیال آیا کہ آپ کبھی نوبل انعام حاصل کر سکیں گے۔ یا آپ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی ہو کہ آپ بھی یہ انعام حاصل کریں؟"

ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا:

"طالب علمی کے دوران کبھی خصوصی طور پر تو ایسا خیال نہیں آیا۔ تاہم یہ انعام اتنا بڑا شمار کیا جاتا ہے کہ ہر سائنسدان کے دل میں اس کے بارے میں ایک آئیڈیل ہوتا ہے۔ سویڈن کے رہنے والوں نے کمال یہ کیا ہے کہ انھوں نے اس انعام کو اس طرح سے پیش کیا ہے کہ اس کو عالمی سطح کا ایک کریڈٹ تسلیم کیا جاتا ہے۔ آج تک کسی سائنسدان نے یہ نہیں کہا کہ یہ انعام کوئی معمولی چیز ہے۔ ویسے کہنے والے کی زبان کون پکڑ سکتا ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کے پاس ایک BACK LOG ہے۔ انھوں نے اس انعام کو اس طریقے سے عالمی سطح پر منوایا ہے کہ ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ یہ انعام اُس کو ملے۔ بلحاظ اہمیت بھی اور بطور انعام بھی اس کی حیثیت مسلّمہ ہے۔ اب تک ۳۲۵ سائنسدانوں کو فزکس اور کیمسٹری میں یہ انعام مل چکا ہے۔"

میرے ذہن کے ایک گوشے میں یہ سوال کلبلایا کہ اتنا بڑا انعام حاصل کرنے کے بعد بھی ڈاکٹر صاحب کی کوئی بڑی خواہش ہو گی۔ چنانچہ میں نے فوراً ہی سوال کیا کہ:

"ڈاکٹر صاحب اب آپ کی اعلیٰ ترین خواہش کیا ہے؟"

ڈاکٹر صاحب اسی نرم لہجہ میں آہستگی سے گویا ہوئے۔ اب بھی ان کی آواز اتنی مدھم تھی کہ مجھے آگے جھک کر ان کی بات سننی پڑتی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا:-

"خواہشیں مختلف قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک خواہش تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا علم مزید بڑھائے اور اس سے بھی زیادہ پڑھنے کی توفیق دے۔ دوسری خواہش یہ ہے کہ اللہ عالم اسلام کو یہ طاقت دے کہ مسلمانو اعلیٰ پائے کے سائنسدان پیدا ہوں۔ سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ اللہ تع مجھے یہ توفیق دے کہ میں سائنس کے میدا عالم اسلام کی ایسی خدمت انجام دوں کہ ا ایسی نسل پیدا کر جاؤں کہ جو اس عظیم سا ورثے کی اہل اور امین ہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے اسلام کے لئے ایک ایسا ادارہ قائم کرنے توفیق دے اور ایسے افراد اکٹھے کرنے کی ت دے جو کہ ساری دنیا میں عالم اسلام کا نا کرنے والے ہوں اور یہ کام اللہ تعالیٰ کی تو کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا۔ انسان خود نہیں کر س کسی انسان میں یہ قوت نہیں ہے۔"

"ڈاکٹر صاحب! آپ نے جو تھیوری کی ہے اس سے دنیا وحدت کی طرف قدم رہی ہے۔ آپ اس کامیابی پر بطور مسلمان سوچتے ہیں؟"

"ماہر طبیعات کے طور پر جو کسی قری کا کردار ہے وہ تو یہ ہے کہ اس کام میں جو میں نے کیا ہے اس میں غیر مسلم بھی شامل ہیں اور یہ خیال کہ نوعِ انسانی کی طاقتوں میں ایک وحدت ہونی چاہیئے صرف میرا خیال نہیں ہے بلکہ ہر ماہر طبیعات چاہے وہ مسلمان ہے یا نہیں اس کے بارے میں سوچ رہا ہے باقی رہی یہ بات کہ بطور مسلمان میرا کیا خیال ہے تو یہ بات غیر شعوری طور پر تو میرے اندر ہو گی مگر بطور سائنسدان کے کسی شخص کو ابھی تک آخری سچائی کا پتہ نہیں چلا۔ باقی انسان کی زندگی پر غیر شعوری اثرات ہوتے ہیں جو کہ سوچ پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ یقیناً یہ بات تو زندگی پر اثر ڈالتی ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی یونیفائیڈ تھیوری (اتحاد کا نظریہ) کے منظر عام پر آنے کے بعد پاکستان میں اخبارات و رسائل نے یہ بات کئی دفعہ دہرائی کہ اس تھیوری سے خدا تعالیٰ کی ذات اور وحدانیت کا ثبوت ملے گا۔ گویا کہ سائنس سے خدا کو ثابت کیا جا سکے گا۔ اور اس بات کو سائنس کی ایک اہم کامیابی تصور کیا جا رہا تھا۔ چنانچہ میں نے اس بات کی وضاحت کے لئے براہ راست سوال کیا کہ:

"کیا سائنس خدا کو ثابت کر سکتی ہے؟"

ڈاکٹر صاحب کی آواز ایک دم بلند ہو گئی۔ اور وہ اپنی کرسی پر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے جو کہا وہ میرے لئے حیران کن تھا۔ ڈاکٹر صاحب بولے سائنس خدا کو ثابت نہیں کر سکتی۔ سائنس بہت حقیر ہے، سائنس جس حد تک وحدت کو ثابت کرتی ہے یہ وحدت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قصہ اُس شخص کا
جو ایک داستان
بن چکا ہے:

چند باتیں
ڈاکٹر عبدالسلام سے

انٹرویو

یوسف سہیل شوق ربوہ

ملک میں مشہور ہوئی تھی۔ اس دن سے ہی اشتیاق تھا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف پاکستان تشریف لائیں تو ان سے ملاقات کی جائے یہ یقین تھا کہ جب بھی وہ پاکستان آئے تو سب سے پہلے ربوہ آئیں گے۔ کیونکہ ربوہ کا شہر ان کا روحانی مرکز ہے۔ اور ان کے بزرگ والد حضرت چوہدری محمد حسین صاحبؓ کی تربیت ان کے رگ و ریشہ میں اس طرح پیوست ہو چکی ہے کہ وہ اعلیٰ ترین مرتبے پر پہنچ کر مرکز کو فراموش کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ دنیا بھر کے سربراہان مملکت سے فخر و ناز سے گردن اونچی کر کے ملنے والا ڈاکٹر عبدالسلام جب ربوہ کی مختصر سی بستی میں آ کر امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے تو اس کا سر جھکتے جھکتے اس کے سینے سے جا لگتا ہے اور وہ عاجزی اور

دنیا کے پڑھے لکھے اور جاہل
سب کی مشترکہ
میراث ہے:

انکساری کا ایک ایسا مجسمہ نظر آتا ہے کہ اس وقت اس کو دیکھ کر کسی کو یہ گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ وہی شخص ہے جس کو آتے دیکھ کر دنیا کے چوٹی کے ماہرین تعلیم اور عظیم ترین سائنسدان اپنی نشستوں کو چھوڑ کر تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ دسمبر ۱۹۷۹ء کے پہلے ہفتہ میں پتہ چلا کہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام پاکستان تشریف لا رہے ہیں۔

آخر خدا خدا کر کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور دسمبر کے پہلے ہفتہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف پاکستان آئے اور کراچی اور پھر ملتان میں مختصر سے قیام کے بعد سیدھے ربوہ آئے جہاں ان کا شایانِ شان استقبال کیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کا قیام یہاں پر بہت مختصر تھا ان کے قریبی عزیز مکرم صلاح الدین صاحب ایوبی باوجود کوشش کے ان سے ہماری ملاقات کا انتظام نہ کروا سکے تاہم ایوبی صاحب نے یہ ضرور کرم کیا کہ ڈاکٹر صاحب سے یہ وعدہ لے لیا کہ جب وہ جلسہ سالانہ پر تشریف لائینگے تو الفضل کے نمائندہ کو خصوصی طور پر وقت دیں گے۔ ایوبی صاحب نے بھی ہم کو یہ یقین دہانی کروادی اور ہم صبر کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کی دوبارہ آمد کا انتظار کرنے لگے۔

۲۴ دسمبر کو ڈاکٹر صاحب ربوہ تشریف لے آئے ۲۵ دسمبر کو دن کے وقت ایوبی صاحب نے دفتر میں یہ پیغام بھیجا کہ آج شام مغرب کے بعد صدر انجمن احمدیہ کے گیسٹ ہاؤس میں پہنچ جاؤ اور ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کر لو میں شام کو مغرب کے قریب دفتر پہنچا تو مجھے یہ پیغام ملا۔ مغرب تنگ ہو رہی تھی میں نے موقعہ غنیمت جانا۔ مگر وائے۔ کہ سائیکل پنکچر نکلی مجھے یہ خوف تھا کہ ایک دفعہ آج کی شام ڈاکٹر صاحب موصوف کہیں نکل گئے تو پھر جلسہ کے دنوں میں مصروفیت اتنی ہو گی کہ دوبارہ ملاقات ممکن نہیں ہو گی اور جلسہ کے فوراً بعد ڈاکٹر صاحب کو واپس جانا تھا۔ یہ موقع بڑا نازک تھا قسمت اتنی خراب بھی نہ تھی۔ ایک کار والے صاحب مل گئے جنہوں نے مجھے فوراً صدر انجمن احمدیہ کے گیسٹ ہاؤس لیجانے کی حامی بھری میں نے دل ہی دل میں ان کو سینکڑوں دعائیں دے ڈالیں اور پلک جھپکنے میں گیسٹ ہاؤس پہنچ گیا۔ وہاں پر ڈاکٹر نصیر خان صاحب ملے۔ جنہوں نے کہا کہ انتظار کریں۔ ڈاکٹر صاحب آیا ہی چاہتے ہیں چنانچہ میں نے وہیں پر انتظار شروع کر دیا مگر یہ انتظار خاصا طویل ثابت ہوا حتیٰ کہ سردیوں کی رات کے نو بج گئے۔ ڈاکٹر نصیر خان صاحب نے مجھے مشورہ دیا کہ اب میں چلا جاؤں اور صبح نماز فجر کے فوراً بعد آ کر ڈاکٹر صاحب سے ملوں۔ میں نا امید ہو کر جانے ہی والا تھا کہ گیسٹ ہاؤس کے فون کی گھنٹی بجی۔ گیسٹ ہاؤس کے ملازم نے ٹیلی فون اٹھایا۔ اس کی گفتگو سے میں نے اندازہ لگایا کہ دوسری طرف ایوبی صاحب بول رہے ہیں۔ میں لپک کر فون کے پاس پہنچا اور ملازم کی گفتگو ختم ہوتے ہی ریسیور ہاتھ میں لے لیا۔ ایوبی صاحب سے بات ہوئی تو انھوں نے کہا کہ یہاں سے ہرگز نہ ہلنا ڈاکٹر صاحب یہاں آنے والے ہیں اور ان سے پہلے میں گیسٹ ہاؤس پہنچ رہا ہوں۔ چند منٹوں میں ایوبی صاحب آ گئے اور پھر دوبارہ انتظار شروع ہو گیا۔ اب میں جم کر بیٹھ گیا تھا دل میں تہیہ کر لیا کہ آج ملے بغیر نہ جاؤں گا آخر ڈاکٹر صاحب آئے اور اپنے کمرے میں چلے گئے۔ کمرۂ انتظار میں ایک اور صاحب موجود تھے وہ پیچھے پیچھے کمرے میں داخل ہو گئے میں نے جانا چاہا تو ایوبی صاحب آڑے آ گئے اور مجھے پھر صبر کرنے کو کہا۔ اب میں بالکل کمرے کے دروازے کے ساتھ چپک کر کھڑا ہو گیا۔ ایوبی صاحب میرا اضطراب بھانپ گئے کہنے لگے کہ ابھی یہ صاحب نکلیں گے تو میں بات کروں گا پھر تم کو بلا لیں گے۔ چنانچہ خدا خدا کر کے رات دس بجے کے بعد جب وہ صاحب نکلے تو ایوبی صاحب ڈاکٹر صاحب کے پاس گئے اور بتایا کہ الفضل کا نمائندہ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے الفضل کا نام سنتے ہی فوراً مجھے بلا لیا اور مصافحہ کرنے کے بعد اپنے پلنگ کی پائنتی پر بیٹھ گئے اور بولے:

"پوچھئے آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟"

"نوبل انعام یافتہ بین الاقوامی شہرت کے حامل سائنس کی دنیا میں منفرد مقام رکھنے والے شخص کی یہ سادگی اور بے تکلفی دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔ کاغذ قلم سنبھالا اور سوال کیا:-

"نوبل انعام ملنے کی اطلاع آپ کو کب کیسے اور کہاں ملی؟"

ڈاکٹر صاحب پلنگ کی پائنتی سے اٹھ کر میرے سامنے بچھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئے ٹائی کی ناٹ پہلے ہی ڈھیلی کر رکھی تھی۔ بولے۔

"میں اس وقت لندن میں اپنے گھر میں تھا۔ ۱۰ اکتوبر کی صبح دن کے بارہ بجے کے قریب ٹیلیفون پر مجھے اطلاع ملی۔ میں اسی وقت سیدھا مسجد چلا گیا اور وہاں جا کر شکرانے کے نوافل ادا کئے"۔

"ڈاکٹر صاحب یہ بتائیے کہ نوبل انعام کے بارے میں سب سے پہلے آپ کے دل میں کب خیال آیا کہ یہ عظیم انعام آپ کو بھی مل سکتا ہے؟"

ڈاکٹر صاحب نے بہت دھیمی آواز میں جواب دینا شروع کیا۔

"۱۹۵۷ء میں سب سے پہلے مجھے یہ خیال آیا۔ اس وقت سائنس کے ایک شعبے میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرے وجود کا حصہ ہے لیکن اگر میں یہ کہوں کہ سائنس خدا کو ثابت کر سکتی ہے یہ خدائی کے تصور کی توہین ہے۔ سائنس تو بہت حقیر ہے یہ تو غلام ہے۔ وہ بہت اعلیٰ و ارفع ذات ہے۔ ذات باری کو سائنس کا محتاج قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ڈاکٹر صاحب کی یہ بات سن کر میرے دل میں بے ساختہ یہ خیال آیا کہ یہ نظریہ ایک مخلص احمدی کے دل سے ہی جنم لے سکتا ہے ورنہ اخبارات کا لہجہ تو یوں تھا کہ گویا اب تک خدا کو کوئی ثابت ہی نہیں کر سکا تھا اور اب سائنس یہ کارنامہ سرانجام دے رہی ہے۔

ڈاکٹر صاحب یہ بتائیں کہ نوبل انعام حاصل کرنے پر بطور ایک احمدی کے آپ کے تاثرات کیا ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کا پورا جسم ایک بار پھر انکسار اور عاجزی کا مجسمہ بن گیا وہ آہستہ سے بولے۔

یہ میرے والد صاحب کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ احباب جماعت کی دعاؤں کا نتیجہ ہے اور سب سے بڑھ کر حضرت صاحب کی نظر عنایت اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ میرے والد صاحب مجھے کہا کرتے تھے

میرے والد صاحب مرحوم مجھے کہا کرتے تھے کہ نوبل انعام بھی مجھے مل کر رہے گا

کہ یہ انعام بھی مجھے مل کر رہے گا۔ یہ کہہ کر ڈاکٹر صاحب اٹھے اور اپنی الماری میں سے کوئی چیز تلاش کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے تو مجھے ایک فوٹوسٹیٹ کاغذ پکڑا دیا اور بولے یہ میرے والد صاحب کا ایک خط ہے۔ میں نے خط پڑھنا شروع کیا اس خط کا مکمل متن یوں ہے۔

" بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
والسلام علی عبدہ المسیح الموعود
کراچی مورخہ ۲۰/ اکتوبر ۱۹۶۸ء
عزیز از جان سلمہ اللہ المنان
بنصرہ والاحسان
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ابھی ابھی آپ کا محبت نامہ نیو یارک سے اور عزیز رشید سلمہ کا ۱۷/۹/۶۸ کا خط ملا الحمد للہ کہ خوشی کی خبریں آئی ہیں۔ الحمد للہ سارے انعام کی تقسیم کی روئیداد پڑھی اور اللہ کریم کی دل و جان سے حمد پڑھی۔ دعا ہے کہ دوسرے انعام کے ملنے کی سعادت بھی بخشے آمین (ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ اس سے نوبل انعام مراد ہے ناقل) پروفیسر مارشاک نے آپ کو انعام ملنے سے پہلے جو کلمات دہرائے اور عبدالسلام SERVANT OF PEACE کہا تو یہ کلمات

یہ سب میرے والد صاحب اور سب سے بڑھ کر حضرت صاحب کی دعاؤں کا نتیجہ ہے:

نصف صدی پہلے خدا وند عزوجل کے تھے۔ نہ کہ میرے لڑکا پکڑا کر جب نام دریافت کیا گیا تو عبدالسلام نام رکھا گیا۔ بتانے والا زندہ خدا تھا نہ کہ کوئی انسان۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آسمان والا خدا زندہ خدا ہے اور اپنے بندوں سے اب بھی کلام فرماتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ آپ نے بھی اچھا کیا کہ نبی عربیؐ کی بیان کردہ تحمید بیان کی اور سامعین کو عرب سائنسدانوں کی خدمات یاد دلائیں اور کہا کہ یہ ایک SEASAW ہے جس میں انشاء اللہ ہم کامیاب ہوں گے" گویا ایک طرح زندہ خدا کی برکات کا ذکر کر دیا۔

اس موقعہ پر جو دنیا بھر کی بڑی ہستیوں کو آپ نے زندہ خدا کے کلمات سے آگاہ کیا (یہ) ایک بہت بڑی

ہر قسم کا
کاغذ، بکس بورڈ اور گتہ
بارعایت خریدنے کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں اور دعا فرمائیں
مقبول پیپر مارٹ
گنپت روڈ لاہور۔ فون نمبر ۶۳۸۴۹
گھر:- ملک عبداللطیف ستکوہی فون نمبر ۶۲۵۱۶

اچھی صحت راز ہے زندگی کا

تریاق سلیمانی ۲/۵۰، ۵/-، ۶/-، ۱۳/۵۰	شانتی کیپسول ۶۰ کیپسول ۳۰/-
سرمہ حمید خورد ۲/-، کلاں شیشی ۴/-	منو پین کیپسول ۱۲/۵۰
حب اکسیر البدن جواہر والی ۱۵/-	مینو بے بی ٹانک ۵/-
حب اکسیر اطہرا مکمل کورس ۳۰/-	گولڈن بے بی ٹانک ۵/-
حب نور چشم و فضل کیپسول مکمل کورس ۳۵/-	سفوف مقوی دماغ ۲۰/-

المنار دواخانہ گول بازار ربوہ

معیاری ادارہ
معیاری انگریزی ادویات نظر و دھوپ کی عینکیں،
نظر کی عینکیں
ڈاکٹری نسخہ کے مطابق بنائی جاتی ہیں،
نظر کا معائنہ مفت
شاہ میڈیکو اینڈ آپٹیکو فیصل آباد
شاہ میڈیکو۔ چنیوٹ۔ ربوہ

قادیان کا قدیمی محبوب کاجل :- جو حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے نسخہ کے مطابق تیار کیا جاتا ہے، (عبدالقادر ابن ماسٹر ماموں خانصاحب گولبازار ربوہ)

جدید فیشن کے مطابق
سونے کے جڑاؤ اور سادہ زیورات اور
چاندی کے خوشنما برتن ٹی سیٹ وغیرہ کیلئے
فرحت علی جیولرز
کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائداعظم لاہور
فون نمبر ۵۲۶۲۳

ہر قسم کی کاروں، اور جیپوں کی کمانیوں
اور
پٹوں نیز کاروں جیپوں کے سلنسر بکس
اور سلنسر پائپ کیلئے ہماری خدمات سے
فائدہ اٹھائیں
میاں بھائی آٹو سٹور
۱۰- منٹگمری روڈ لاہور
انٹرنیشنل آٹو کارپوریشن چوک چوبرجی لاہور
فون نمبر سیل ڈپو ۳۱۱۴۶۳،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبلیغ ہے۔ لطف یہ ہے کہ
لڑکا اور انعام دیا گیا۔
نام عبدالسلام رکھا۔ اور پھر
ATOM FOR PEACE
PRIZE جس کی قیمت
ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ
ہے۔ ۴ انچ مربع کا سونے
کا میڈل دیا۔ پھر دنیا بھر کے
سائنسدانوں اور بڑے آدمیوں
میں اس کا اشتہار دیا کجا
جھنگ کا لڑکا اور کجا اتنی بڑی
سعادت الحمد للہ۔ والسلام
خاکسار محمد حسین۔"

یہ خط پڑھ کر میں نے سر اٹھایا تو ڈاکٹر صاحب نے ایک اور فوٹو سٹیٹ کاغذ میرے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ "یہ بھی دیکھیں یہ میرے والد صاحب کی ڈائری کا ایک ورق ہے" میں نے پڑھنا شروع کیا اس کا مکمل متن یوں ہے۔

(نقل مطابق اصل)

"76 SATURDAY 17TH MARCH 1962
ST. PATRICKS DAY

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے (مرحوم) نے بندہ کو بمقام لندن ایک خط لکھا۔ جس میں درج تھا کہ "میں عزیز پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کے متعلق دور افق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھتا ہوں" الفاظ پیشگوئی ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔

میرے فرقے کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی۔ اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔

.... اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔

(تجلیات الٰہیہ) حضرت مسیح موعودؑ
خاکسار محمد حسین عفی عنہ۔

ڈاکٹر صاحب نے ایک دلچسپ بات بتائی کہ اس ڈائری میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ہے کہ "میں دور افق میں" دیکھ رہا ہوں پچھلے سال میں حضرت صاحب سے ملا باتوں باتوں میں نوبل انعام اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے اس ارشاد کا ذکر آیا تو حضرت صاحب نے ہنستے ہوئے کہا کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے "دور افق" کا ذکر کر کے تو بیڑی ہی

ڈاکٹر صاحب کی آواز بلند ہوگئی وہ اپنی کرسی پر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے جو کہا وہ میرے لئے حیران کن تھا۔!!

ڈوب دی ہے۔

ایک اور سوال میرے ذہن میں بڑی دیر سے آرہا تھا۔ میں نے پوچھا "ڈاکٹر صاحب! آپ کی کامیابی کا راز کیا ہے؟"

ڈاکٹر صاحب نے ایک لمحہ توقف کئے بغیر جواب دیا "اللہ تعالیٰ کا فضل" انسان کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو دعا کرتا ہے میرے لئے بھی جماعت نے احباب نے دعائیں کیں جس کا یہ نتیجہ برآمد ہوا ہے یہ کاملاً اللہ کا فضل ہے۔ باقی محنت ہے جستجو۔ ایک ازلی جستجو اور پیاس ہے جو لگی ہوئی ہے۔ یہ دماغی کیفیت تو اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔

ڈاکٹر صاحب سائنسدانوں کے متعلق عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ خشک مزاج لوگ ہیں ان کو ادب شعر یا نازک خیالی سے کوئی رابطہ نہیں ہر چیز ٹسٹ ٹیوب میں ڈال کر دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ کو کیا کسی ایسی چیز سے لگاؤ ہے۔

ڈاکٹر صاحب بولے یہ بات بالکل غلط ہے۔ ادب اور شعر سے مجھے ہمیشہ لگاؤ رہا ہے۔ نظم لکھنا کوئی مشکل کام ہے؟ میں نے تو شاید کوئی ایک آدھ نظم لکھی ہو۔ مگر ہمیشہ ہی سارے ہی بڑے سائنسدان بڑے اچھے ادبی ذوق کے مالک رہے ہیں۔ یہ تو آرٹس والے ہوتے ہیں جو بالکل جرنخے ہوتے ہیں۔ جو کہ ایسی باتیں نہیں سمجھ سکتے۔ میں نے ہمیشہ ہی ادب میں دلچسپی لی ہے۔

"ڈاکٹر صاحب سائنس کے علاوہ آپ کے کیا مشاغل ہیں"

مشغلہ کوئی نہیں ہلکا سا مطالعہ کرتا ہوں۔ ایپلائڈ اکنامکس، سوانح عمری، سفرنامے ہلکے پھلکے ناول پڑھ لیتا ہوں۔ ان میں سے وڈہارف مجھے پسند ہے۔

اب مجھے ایک اہم سوال سوجھا۔ بات نازک بھی تھی اور اہم بھی۔ میں نے سوال

شاہی طبیب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ رضی اللہ عنہ
کے ہاتھوں قائم ہونے والا واحد ادارہ
آپؓ کے شاگرد حضرت حکیم نظام جان مرحومؒ کے صاحبزادہ
جناب حکیم انوار احمد جان صاحب
کی زیر نگرانی آج بھی روزِ اوّل کی طرح دکھی مخلوق کی خدمت میں دن رات مصروف ہے
عورتوں کے امراض کیلئے خود تشریف لائیں یا بذریعہ خط تفصیل لکھ کر دوا منگائیں!
۱۹۱۱ء سے شہرہ آفاق نام
دواخانہ حکیم نظام جان
فون نمبر ۷۳۹۹۷
خیر اندیش:
مینیجر دواخانہ حکیم نظام جان چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کیلئے اپنے معروف ادارہ
گلوب ٹمبر کارپوریشن
(گورنمنٹ کنٹریکٹر)
۲۶۔ نیو ٹمبر مارکیٹ راوی روڈ لاہور پر تشریف لائیں
فون نمبر ۶۰۲۲۰ ۵۳۴۳۰
رہائش ۶۲۹۳۰
فیکٹری رچنا ٹاؤن ۷۱۰۳۶۲
احباب لکڑی کو دیمک سے محفوظ رکھنے کیلئے ہم سے رابطہ پیدا کریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا؟ ڈاکٹر صاحب پاکستان میں سائنس کا مستقبل کیا ہے؟"

میرے سوال پر ڈاکٹر صاحب کی آنکھوں میں فکر و تدبر کے سائے لہرائے انہوں نے کرسی پر پہلو بدلا اور یوں گویا ہوئے

"اس سلسلے میں دو رویے ہونے ہیں ایک خصوصی کاموں کے واسطے کہ جو سیکھتا ہے اس کی طرف پوری توجہ کی جائے۔ ایک عمومی رویہ ہے۔ سائنس کے بارے میں رویہ یہ ہونا چاہیئے کہ ہر گھٹی میں پڑی ہونی چاہیئے جس طرح قرآن ہماری گھٹی میں پڑا ہوا ہے۔ جب تک یہ صورت نہ ہوگی سائنس صحیح طریقے سے ترقی نہیں کر سکتی۔ انجینئرز زیادہ سے زیادہ بناؤ مگر اس طرح سے کہ سائنس ان کی رگ رگ میں رچی ہو اور یہ ملک کے مسائل حل کریں۔ سیم کا مسئلہ لو۔ یہ واقعی صحیح ہے کہ اس کی اتنی زیادہ تباہ کاریاں ہیں اور اس کا ملکی ترقی پر بڑا سخت بگاڑ ہے تو یہ کہنا کہ سائنس بہت مہنگی ہے اس لئے اچھی طرح پڑھی نہیں جا سکتی۔ کتنی مہنگی ہے! لائلپور تباہ ہو گیا سیم سے کیا اس سے بھی زیادہ سائنس مہنگی ہے۔ یہ وہ باتیں کہ ہر بچے کو بھی اس کا علم ہے اس کا تدارک سائنس ہی کر سکتی ہے۔ صرف نعرہ لگانے سے بات نہیں بنے گی۔ جب تک ان باتوں کی اہمیت قوم کے شعور پر نہیں چھا جاتی اس وقت تک سائنس نہیں آئے گی۔

اس ملک میں یہ اخبار نویسوں کا بھی کام ہے خود سائنسدانوں کا بھی اور حکومت اور انتظامیہ کا بھی کہ ایک عمومی بیداری سائنس کے حق میں پیدا کی جائے اس کے بغیر سائنس کو ترقی نہیں دی جا سکتی۔ پچھلے سالوں میں میں سنگاپور، ہانگ کانگ، جنوبی کوریا اور چین وغیرہ ممالک میں گیا۔ جنوبی کوریا میں مجھے سائنس کے وزیر نے بتایا کہ ہم نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ ہم چین کو ٹیکنالوجی کے میدان میں شکست دے کر رہیں گے۔ یہ اس قوم کا نصب العین ہے۔ ایسی بات کبھی ہمارے دماغ میں بھی نہیں گذری۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سائنس ان پڑھوں کے بس میں پڑی ہوئی ہے۔ جاپان نے اسی سے ترقی کی ہے۔ اگر یہ جاپان کے لئے آسان ہے تو ہمارے لئے کیوں آسان کام نہیں ہے"

"ڈاکٹر صاحب آپ ایک پسماندہ شہر سے تعلق رکھتے ہیں آپ کے اعزاز حاصل کرنے کے بعد آپ کا اپنے شہر کے بارے میں کیا تاثر ہے۔"

اس پر ڈاکٹر صاحب مسکرائے اور کہنے لگے کہ جب میں ابھی جھنگ گیا تو میرے لئے جو تقاریب منعقد کی گئیں ان میں ایک صاحب نے کہا کہ اب تک تو جھنگ ہیر کی وجہ سے مشہور تھا اب جھنگ ڈاکٹر عبد السلام کی وجہ سے مشہور ہوگا میں نے ان کو جواباً کہا کہ جھنگ کا صرف اتنا اعزاز ہے کہ اب یہ ان ۳۲۵ شہروں میں سے ایک شہر بن گیا ہے جہاں کے رہنے والے نے نوبل انعام حاصل کیا ہے۔ مگر ہیر تو اپنی جگہ پر ایک واحد اور انوکھی UNIQUE چیز تھی۔ نوبل انعام والے شہر تو ۳۲۵ ہیں۔ مگر ہیر تو ایک ہی ہے!!

ڈاکٹر صاحب کی یہ دلچسپ منطق سن کر میں مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

"اب آپ کی تھیوری کا اگلا مرحلہ کیا ہوگا؟"

"ابھی تک کائنات کی چار بنیادی قوتیں چار سے کم ہو کر تین ہو گئی ہیں۔ اب ان تین کو دو بنایا جائے گا اور پھر دو سے ایک قوت ثابت کی جائے گی۔ اگلا مرحلہ الیکٹرو ویک فورس اور سٹرانگ نیوکلیئر فورس کو متحد کرنے کا ہے۔ یاد رہے کہ الیکٹرو ویک فورس اس قوت کا نام ہے جو کہ ڈاکٹر عبد السلام صاحب نے دریافت کی ہے اور یہ نام بھی انہی کا رکھا ہوا ہے۔ یہ قوت الیکٹریسٹی (بجلی) اور ویک نیوکلیئر فورس (کمزور جوہری قوت) کے اتصال سے بنی ہے۔

"ڈاکٹر صاحب احمدی نوجوان کے لئے آپ کا پیغام کیا ہے؟"

"علم سیکھو! یہ سب سے بڑی بات ہے۔ یہ آپ کا اوڑھنا بچھونا ہونا چاہیئے اللہ کی مدد حاصل کرو۔ علم اس طرح سے حاصل کرو کہ تمہارے لئے سب سے بڑی چیز علم ہو۔ عربی زبان میں سائنس کے لئے لفظ ہی علم کا استعمال ہوا ہے۔ حدیث میں علماء سے مراد سائنسدان ہی لئے گئے ہیں۔ یہ حیران کن بات ہے اور یہ بات خود عربی علماء نے بتائی ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے آخر میں حکومت پاکستان کے اچھے انتظامات کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ اور صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کا خصوصی طور پر ذاتی توجہ کرنے پر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ مجھے خاص طور پر بلا کر ملک کو بیدار کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس کے نتائج انشاء اللہ بہت اچھے نکلیں گے۔

اب میں ڈاکٹر صاحب سے اجازت لینے اٹھا تو کہنے لگے کہ ایک بات کسی اخبار میں نہیں آ سکی کہ اب میں جب لاہور میں گیا تو ۲۳ دسمبر کو ساڑھے بارہ بجے دن میں نے سینٹ ہال میں پنجاب یونیورسٹی کے طلباء و اساتذہ کو خطاب کرنے کے بعد داتا دربار پر حاضری دینے کی بھی سعادت حاصل کی اور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر دعا کی تھی۔

دیانت و امانت میں منفرد ادارہ
علی اسٹیٹ پراپرٹی ڈیلرز
سکنی و زرعی زمین، مکانات اور کوٹھیوں کی خرید و فروخت کیلئے ہمیں خدمت کا موقع دیں
آپ کا خادم
شیخ عبد الخالق، کالج روڈ، چوک اقصیٰ۔ ربوہ۔ فون ۶۶۴

ہر قسم کی عمارتی لکڑی
دیوار، گیل، چیل، پرتل کے لئے ہمارے ہاں رجوع فرمائیں
سٹار ٹمبر سٹور
۵۳ فیروز پور روڈ۔ بالمقابل تھانہ اچھرہ۔ لاہور، فون ۴۱۰۶۱۷

ہر قسم کی انگریزی ادویات کی خریداری
نسخہ جات کی تیاری کے لئے لائق صد اعتماد ادارہ
الکیمسٹس
فون ۱۶۶۴
EL-KEMISTS
سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
منظور شدہ کیمسٹ برائے واپڈا، ریڈیو پاکستان، پاکستان اٹامک انرجی کمیشن، پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن۔ پی۔ آئی۔ ڈی۔ سی اور آئل اینڈ گیس ڈویلپمنٹ کارپوریشن
کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں

آنکھوں کی کیورز
CATARACT CURE — موتیا بند کیور
EYES CURE — سوزش چشم کیور
EYES INJURIES CURE — ضرب چشم کیور
EYESIGHT CURE — کمزوری نظر کیور
FOGGY EYESIGHT CURE — دھندلی نظر کیور
GLAUCOMA CURE — کالا موتیا کیور
PTERYGIUM CURE — ناخونہ کیور
STYES CURE — گوہانجنی کیور
پندرہ روپے فی کیور کے حساب سے ملک بھر میں دستیاب ہیں ایک سو گیارہ کیورز کی مکمل فہرست اور شرائط کاروبار کیلئے سٹاکسٹ حضرات رجوع فرمائیں۔
کیورٹیو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ پاکستان،
لاہور، کراچی، ربوہ فون نمبر ۶۰۶/۶۰۷

شالوں کی مشہور دکان
الفردوس شال ہاؤس
۸۵۔ انارکلی لاہور،
اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہول سیل کی ایک نئی شاخ،
الفردوس شال ہاؤس
۲۴۔ اتحاد بازار۔ اعظم کلاتھ مارکیٹ
لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوبل انعام حاصل کرنے کے بعد پروفیسر عبدالسلام جب ربوہ تشریف لائے تو جماعت احمدیہ کی طرف سے پروفیسر صاحب موصوف کے اعزاز میں دعوت دی گئی

—— اس دعوت میں ——

پروفیسر سلام، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے محوِ گفتگو ہیں!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی بھائیوں کے مشہور جیولرز

نیو پاک جیولرز

۱۱۱ فیروز پور روڈ
نزد گلیکسی سینما اچھرہ لاہور
فون نمبر ۴۱۰۹۷۴ ائیر کنڈیشنڈ

اور

۱۲ ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور
(ائیر کنڈیشنڈ)

پروپرائیٹر:
میاں عظیم قادر اینڈ سنز

شاہی طبیب
حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی کے شاگرد
حضرت حکیم نظام جانؒ کا چشمۂ فیض:

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
اور
بالمقابل ایوانِ محمود، ربوہ

اب
حکیم عبدالحمید رجسٹرڈ درجہ اوّل
کے زیرِ نگرانی کام کرتا ہے:

گوجرانوالہ فون نمبر ۷۴۸۴۴ ○ ربوہ فون نمبر ۶۳۸

خوبصورت اور مضبوط دانت جدید ترین طریقہ سے بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں
ٹیڑھے اور بدصورت دانت خوبصورت کئے جاتے ہیں دانتوں کو ٹھنڈا پانی لگنا یا درد ہونیکا فوری علاج کیا جاتا ہے

شریف ڈینٹل کلینک نزد مسجد اقصیٰ ربوہ فون ۵۴۳

اعلیٰ کارکردگی اور شاندار نتائج میں پنجاب بھر میں سب سے آگے

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ

پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن سے منظور شدہ۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ادارہ ہذا کے طلباء پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور کے امتحانات میں مسلسل پوزیشنز حاصل کرتے چلے آرہے ہیں۔ **اس دفعہ** پھر ادارہ کے ایک طالب علم حافظ فضل الرحمٰن نے ریفریجریشن وائر کنڈیشنگ کے امتحان منعقدہ ۲۷ اپریل ۱۹۸۰ء میں ۳۵۲/۴۰۰ نمبر حاصل کر کے پنجاب بھر میں تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگلی کلاسز درج ذیل ٹریڈز میں ۱۰ جولائی سے شروع ہونگی

۱۔ الیکٹریشن ۲۔ ریفریجریشن وائر کنڈیشننگ

داخلہ محدود نشستوں کے لئے جاری ہے

المشتہر۔ **پرنسپل الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ** فون نمبر 592

پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن سے منظور شدہ

ربوہ میں ہر قسم کی زرعی و سکنی جائیداد پلاٹس مکانات و کوٹھیوں نیز ریفریجریٹر، ٹیلی ویژن، موٹر سائیکل اور واشنگ مشین وغیرہ کی خرید و فروخت کے لئے ہمیشہ

مومن اسٹیٹس

PP 517

کو یاد رکھیں۔ ہمارا نصب العین خدمت صداقت و دیانت سے
خواجہ عبدالمومن :- پروپرائٹر :- مومن اسٹیٹس قریشی مارکیٹ گول بازار ربوہ

ٹویوٹا

گاڑی کے ہر قسم کے اصلی پرزہ جات ہول سیل پر

الفرقان موٹر اسٹور سے حاصل کریں

۳۸۔ تبت سنٹر۔ بندر روڈ کراچی، فون نمبر ۷۴۶۰۹،

فون ملز ۲۷۹۴۶ ـــ فون آفس ۲۲۴۸۳

سفینہ انڈسٹریز لمیٹڈ

مقبول روڈ فیصل آباد

امپورٹر ـــ ایکسپورٹر

لون، وائل، پردہ کلاتھ، پاپلین
جاذب نظر، دیدہ زیب، ہر گھر کی پسند

آفس۔ مندر گلی ریل بازار فیصل آباد

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کیلئے

پاک ٹمبر

۲۵۔ نیو ٹمبر مارکیٹ

لاہور

راوی روڈ

فون نمبر :- ۶۲۶۱۸ : گھر فون :- ۵۳۵۰۰،

کو ہمیشہ یاد رکھیں

ہر قسم کا سامانِ سائنس واجبی نرخوں پر خریدنے کے لیئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

فون ۶۴۵۰۰

گنپت روڈ لاہور کو ہمیشہ یاد رکھیں!

مفت

نظر کا معائنہ صبح ۱۰ بجے سے شام ۷ بجے تک زیر نگرانی ڈاکٹر رشید احمد مفت کیا جاتا ہے

نظر و دھوپ کی عینکوں کا مرکز

سٹینڈرڈ اپٹیکل سروس

باتو بازار سیالکوٹ

دوا

تدبیر ہے اور

دُعا

اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے ہمدردانہ مشورہ اور قابلِ اعتماد

اصولی علاج کیلئے

مطب ناصر دواخانہ گول بازار

- ربوہ -

فون ۵۳۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جائیداد

کی

خرید و فروخت

کیلئے

با اعتماد ادارہ

ندیم کنسٹرکٹرز

اینڈ

پراپرٹی ڈیلرز

فون ۵۲۱

فون گھر ۴۳۱

ریلوے روڈ

بالمقابل

ریلوے سٹیشن

رحمت بازار ربوہ

کو

یاد رکھیں

نہایت مناسب قیمت پر نئے پلاٹ بہت اچھی جگہ پر بنتے ہیں تھوڑی

قبضہ اور رجسٹری جلد ریزرو کروا لیں۔ تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ

فرمائیں نیز اندرون ربوہ اور طاہر آباد میں بھی پلاٹ موجود ہیں

جائیداد کی خرید و فروخت میں آپ کا معاون ادارہ

ایس اسٹیٹس ـــ اقصیٰ روڈ ربوہ فون رہائش ۵۰۷

لاکھوں روپے کی بچت

ریڈی کول ۲ـ حیرت انگیز ایجاد

کاریں، ٹرک، ویگن، ٹریکٹر کے ریڈی ایٹر میں سال میں ایک مرتبہ ریڈی کول ۲ ڈال کر انجن کو

کمزور ہونے اور دھواں دینے سے بچالیں۔ سٹاکسٹس برائے لاہور

-۰ ماڈرن موٹرز فیروزپور روڈ -۰ شیخ آٹوز، قریشی آٹوز بادامی باغ

-۰ حمت آٹوز منٹگمری روڈ -۰ پاک موٹرز مغل ریڈی ایٹر ہاؤس نیلا گنبد

خطرناک گرمی

سمر ٹانک SUMMER TONIC

کی میٹھی اور خوش ذائقہ ٹکیاں استعمال کریں۔ قیمت اونس -/۵

ڈاک خرچ و پیکنگ -/۵

کیور ریٹو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو)

- رجسٹرڈ پاکستان -

لاہور۔ کراچی۔ ربوہ فون ۶۰۶/۶۰۷

انگریزی ادویات و ٹیکہ جات ہر قسم

کنٹرول ریٹ پر اور بہ رعایت

بہترین تشخیص ـــ مناسب علاج

کریمیا میڈیکل ہال

گول امین پور بازار فیصل آباد

ماہنامہ مصباح ربوہ

ماہنامہ مرکزیہ کا قدیمی آرگن دینی

اخلاقی اور علمی مضامین کا بہترین مرقع۔

اس ماہنامہ کی توسیع اشاعت اور

قلمی معاونت آپ کا فرض ہے۔

اشتہارات کے حصول کے ذریعہ اس

کی مالی مدد کیجئے اور دوسری بہنوں کو

بھی تلقین کیجئے۔

مدیرہ ماہنامہ مصباح ربوہ

ماہنامہ خالد ربوہ

ماہنامہ "خالد" نوجوانوں کی عالمگیر تنظیم خدام الاحمدیہ کا مرکزی ترجمان ہے۔ اس بلند پایہ مجلہ میں مجلس کی سرگرمیوں کے ساتھ نوجوانوں کے مناسب حال نہایت عمدہ علمی و تربیتی مضامین پیش کئے جاتے ہیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے اراکین کے علاوہ دیگر احباب کے لئے بھی خالد کا مطالعہ یقیناً بہت مفید ہوگا۔

سالانہ چندہ ۱۵ روپے ہے

(مینیجر ماہنامہ "خالد" ربوہ)

ربوہ

اور

مضافاتِ ربوہ میں

-۰ سکنی -۰ زرعی

-۰ رہائشی مکان

-۰ کوٹھی و پلاٹ

کی خرید و فروخت کے لئے اپنے

قابلِ اعتماد ادارہ کو خدمت

کا موقعہ دیں۔ انشاء اللہ آپ

کا اعتماد بحال رہے گا۔

فضل عمر پراپرٹی ڈیلر

و

برکت سپلائیرز

نزد ریلوے پھاٹک

مسجد اقصیٰ روڈ ربوہ

فون دفتر: ۶۴۰

فون رہائش: ۵۴۰

سائیکل، ٹرائیسکل اور بچہ گاڑیاں مضبوط خوبصورت اور ارزاں ملنے کا پتہ:- محبوب عالم اینڈ سنز راجپوت سائیکل ورکس نیلا گنبد لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سونے چاندی کے زیورات
اعلیٰ اور جدید ڈیزائنوں میں بنوانے کے لئے
خرید و فروخت کے لئے۔ نیز
الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ
کی انگوٹھیاں دیدہ زیب ڈیزائنوں میں اور سندھی
و نورتن کو کے خریدنے کا اعلیٰ مرکز
پاک گولڈ سمتھ
میاں عبدالمنان ناصر ولد عبدالسلام صاحب
نزد جمال بیکری گولبازار ربوہ
فون: ۵۵۰

ربوہ کے ملحقہ محلہ
دارالفتوح
میں رہائش رکھنے والے خوش ذوق خواہشمند یقیناً
ان خوبیوں کے خواہاں ہوں گے۔
- محلہ دارالرحمت وسطی کے نزدیک
- چمن عباس اور ساہیوال روڈ کے درمیان
- پانچ مرلہ۔ دس مرلہ۔ ایک کنال کے پلاٹ
- کشادہ سڑکیں، میٹھا پانی
- باذوق لوگوں کی پسند

نیز
ربوہ اور بیرون ربوہ رہائشی
پلاٹس۔ مکانات، زرعی زمین
خریدنے کے لئے
بلال اسٹیٹس رجسٹرڈ پراپرٹی ڈیلر
اقصیٰ روڈ بالمقابل ایوان محمود
سے
رابطہ قائم کریں۔
فون دفتر: ۵۰۸ ؛ فون رہائش ۸۰۵

شمیم میڈیسنز
انگریزی ادویات کا مرکز
بالمقابل فضل عمر ہسپتال ربوہ
خصوصی سہولت
رات کو دس بجے کے بعد مکان پر
تشریف لائیں
ایمبولنس کی سہولت ہے
منیر احمد ملک
برمکان لیڈی ڈاکٹر
فہمیدہ منیر
فون رہائش ۵۲۶ فون سٹور ۵۲۰

جائیداد کی خرید و فروخت
کیلئے
بہترین باعتماد اور محنتی ادارہ جس کا
نصب العین۔ دیانت۔ خدمت اور شرافت
ہے وہ احباب جو ان خوبیوں کو پسند
کرتے ہوں ہمیں اپنی خدمت کا موقع دیں
راجپوت پراپرٹی ڈیلر
افضل مارکیٹ گولبازار ربوہ

فون نمبر ۳۸۲۲
سرگودھا میں ہر قسم کی جائیداد اور موٹر گاڑیوں
کی خرید و فروخت کے
"الحمرا اسٹیٹس"
۶۹۹ اے سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا
پروپرائٹرز۔ خادم حسین وڑائچ، طاہر احمد وڑائچ

تین سال سے آپ کی
بے لوث خدمت کرنیوالا
واحد ادارہ
احمد اسٹیٹس رجسٹرڈ
• سکنی و زرعی اراضی
• مکانات و پلاٹس وغیرہ کی خرید و فروخت
کے لئے آپ کی خدمت کا متمنی
احمد اسٹیٹس رجسٹرڈ
انصار مارکیٹ ربوہ
فون نمبر ۵۳۵